رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کی سخاوت

۱۰ ربیع الاول ۱۴۴۸ / ۲۰۲۶ کا بیان

(For Islamic Brothers)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَانُوْرَ اللّٰه

نَوَيْتُ سُنَّتَ الاعْتِكَاف (ترجمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیّت کی)

پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخلِ مسجد ہوں، یاد آنے پر اِعْتِکاف کی نِیَّت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اِعْتِکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ **یاد رکھئے!** مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سَحَری، اِفطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زَم زَم یا دَم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شَرعاً اِجازت نہیں، اَلبتَّہ اگر اِعْتِکاف کی نِیَّت ہو گی تو یہ سب چیزیں ضِمْناً جائز ہو جائیں گی۔ اِعْتِکاف کی نِیَّت بھی صِرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اِس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رِضا ہو۔ **"فتاویٰ شامی"** میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اِعْتِکاف کی نِیَّت کر لے، کچھ دیر ذِکْرُ اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھا پی یا سو سکتا ہے)

درود پاک کی فضیلت

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، دو عالَم کے مالک و مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ نور بار ہے" : زَيِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ عَلَيَّ نُوْرٌ لَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، یعنی تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو کیوں کہ تمہارا مجھ پر دُرُود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لیے نور ہو گا۔ " (الجامع الصغير:6929)

دُرودیں تم پہ حق کی ہوں ہمیشہ
ہماری حق سے ہر دم یہ دُعا ہے
دُرود اس پر ہو جس پر حق دُرودیں
بہر لحظہ بہ ہر دم بھیجتا ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بیان سننے کی نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وسَلَّم: اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّیَّۃُ الصَّادِقَۃُ سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔ [1] **اے عاشقانِ رسول!** ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنائیے کہ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخِل کر دیتی ہے۔ بیان سننے سے پہلے بھی اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے! مثلاً نیت کیجئے! ☜ عِلْم سیکھنے کے لئے پورا بیان سُنوں گا ☜ با اَدب بیٹھوں گا ☜ دورانِ بیان سُستی سے بچوں گا ☜ اپنی اِصلاح کے لئے بیان سُنوں گا ☜ جو سُنوں گا دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا اعزاز ہے کہ آپ کے دربار سے کبھی سائل نے ”لا“ یعنی ”نہیں“ نہ سنا، جب بھی سوالی آتا ہے اس کا دامن بھر دیا جاتا، اس کی مرادی پوری کی جاتی، اس کی پریشانی دور کر دی جاتی، **دیکھیں!** فرزدق شاعر تابعی متوفی ۱۱۰ھ نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سخاوت کو ان الفاظ میں بیان کیا کہ

1...جامع صغیر، صفحہ:81، حدیث:1284

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَھُّدِہٖ | لَوْلَا التَّشَھُّدُ کَانَتْ لَاؤُہٗ نَعَمْ

یعنی حضور صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے کسی سائل کے جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا، بلکہ ہمیشہ نعم (ہاں) ہی کہا، مگر کلمہ شہادت میں لا (نہیں) کا لفظ ضرور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زبان مبارک پر آتا تھا اور اگر کلمہ شہادت میں لا کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو اس میں بھی لا (نہیں) کی جگہ آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نَعَمْ (ہاں) ہی فرماتے۔

اسی بات کو امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز میں بیان فرمایا کہ

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بَطحا تیرا
"نہیں" سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دوسری جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیٔ دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک "نہیں" کہ وہ ہاں نہیں

خداوند کریم نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو بے شمار اوصاف حمیدہ سے مزین فرمایا، ان گنت کئی کمالات سے آپ کی شخصیت کو عروج بخشا، انھیں خوب صورت صفات میں نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سخاوت بھی ہے، بلا مبالغہ خدا کی اس دھرتی پر، آسمان کے نیچے، زمین کے اوپر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم سے بڑھ کر سخی اور فیاض کوئی اور نہ آیا، آپ صرف ان اشخاص کو ہی عطا نہ فرماتے جو آپ سے مانگتے، یا دستِ سوال دراز کرتے، بلکہ بغیر مانگے اتنا عطا کرتے کہ جھولیاں بھر جاتیں، آپ کی زبان مبارک پر کبھی "لا" نہیں آیا کہ کسی سائل کو فرمایا ہو میرے پاس نہیں ہے، میں نہیں دوں گا، شان سخاوت و فیاضی کا اندازہ اس سے کریں کہ جس وقت آپ کے پاس بظاہر کچھ موجود نہ ہوتا، تو فرماتے

کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اور میرے نام پر قرض لے لو، میں اس کا قرض ادا کر دوں گا، یقیناً دنیا نے اس قدر سخاوت و مہربانی کے پیکر کسی اور کو نہ دیکھا ہو گا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کی سخاوت یوں بیان کرتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بالخير مِن الرِّيحِ المرسلة. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے، اور رمضان میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت عروج پر ہوا کرتی، جب جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز چلنے والی ہوا سے بڑھ کر سخاوت فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، ۲/ ۶۷۲، حدیث:۱۸۰۳)

اسی طرح صحابیِ نبی حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحسَنَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخاوت فرمانے والے تھے۔

(صحیح بخاری، ۳/۱۰۳۷، حدیث:۲۶۶۵)

کسی شاعر نے کمال سخاوت کو اس خوبصورت اور دلکش پیرائے میں بیان کیا کہ پڑھنے والا جھوم اٹھے، لکھا:

قربان میں اُن کی بخشش کے مقصد بھی زباں پر آیا نہیں
بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں
دل بھر گئے منگتوں کے لیکن دینے سے تری نیت نہ بھری
جو آیا اسے بھر بھر کے دیا محروم کبھی لوٹایا نہیں

آواز کرم دیتا ہی رہا تھک ہار گئے لینے والے!
منگتوں کی ہمیشہ لاج رکھی محروم کبھی لوٹایا نہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب! ✿✿✿ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

عطائے محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

اے عاشقانِ رسول! سخاوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

مشہور سیرت نِگار عالم علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (ت:۵۴۴ھ) شفا شریف میں لکھتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم سے سوال کیا، اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اتنی بکریاں عطا فرائیں کہ دو پہاڑوں کے درمیان کا حصہ یعنی گھاٹی بھر گئی، وہ شخص اپنی قوم کے پاس جاکر کہتا ہے:

أَسْلِمُوا فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءَ مَنْ لَا يَخْشَى فَاقَةً.

اے لوگو! اسلام قبول کرلو! محمد اتنا عطا فرماتے ہیں کہ اصلاً غربت و تنگدستی کا خوف ہی نہیں رہتا۔

آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کئی افراد کو سو سو اونٹ عطا کیے، صفوان کو سو اونٹ دیا، پھر سو اونٹ دیا، پھر مزید سو اونٹ عطا فرمایا۔ (شفا شریف، ۱/۱۱۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا سونا مرحمت فرمایا کہ وہ اٹھا ہی نہ سکے۔

بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم میں ۹۰ ہزار دراہم حاضر کیے گئے، انھیں ایک چٹائی پر رکھا گیا، آپ کھڑے ہوئے، کسی ایک سائل کو بھی ردّ نہ فرمایا، سب پر نوازشات فرمائیں، حتی کہ مکمل مال تقسیم کر دیا۔

(شفا شریف، ۱/۱۱۳)

برادرِ اعلیٰ حضرت علامہ حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ملاحظہ فرمائیں!

کبھی ایسا نہ ہوا اُن کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب! ✿✿✿ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سخاوت

حضرت عبدُاللہ ہَوزَنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مقامِ حَلَب (شام) میں مُؤَذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے میری مُلاقات ہوئی اور میں نے ان سے رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے خرچ کے بارے میں پُوچھا، تو اُنہوں نے بتایا کہ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس جو کچھ (مال) ہوتا، اسے خرچ کرنے کی ذِمَّہ داری میری ہوتی تھی، بِعثت سے وفات شریف تک یہ کام میرے حوالے رہا۔ جب کوئی بے لباس مُسلمان آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس آتا تو آپ مجھے حکم فرماتے اور میں کسی سے قَرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اُڑھاتا اور کھانا بھی کھلاتا۔

ایک دن ایک مُشرِک میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے بلال! تم میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا کرو، میرے پاس کثیر مال ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا، ایک دن میں وضو کرکے اَذان دینے کے لیے کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مُشرک کئی تاجروں کے ہمراہ میرے پاس آیا اور مجھے بہت بُرا بھلا کہا اور کہنے لگا: "تمہیں کچھ مَعلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں۔" میں نے کہا: وَقتِ وعدہ قریب آگیا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف چار (4) دن باقی رہ گئے ہیں، اگر اس مُدّت میں تم نے قرض اَدا نہ کیا تو میں تمہیں غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا، جیسا

کہ تم پہلے چرایا کرتے تھے۔ یہ سُن کر مجھے فکر دامن گیر ہوئی۔ یہاں تک کہ میں عشاء کی نماز پڑھ چکا تو رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بھی اپنے کاشانۂ اَقْدس میں تشریف لے گئے، میں اجازت لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: "یارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں۔

وہ مُشرک جس سے میں قرضہ لیتاہوں، اس نے مجھے ایسا ایسا کہاہے، آپ کے پاس بھی اَدائے قرض کے لئے کچھ نہیں اور میرے پاس بھی کچھ نہیں، وہ مجھے پھر رُسوا کرے گا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان لوگوں کے پاس چلا جاؤں جو مُسلمان ہوچکے ہیں، یہاں تک کہ اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو اتنامال عطافرمائے کہ جس سے میرا قرض اَداہو جائے۔ یہ کہہ کر میں وہاں سے نکل آیا۔ صُبُح کے وَقْت جانے کے اِرادے سے جب میں باہر نکلا تو ایک شخص دوڑتاہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا، اے بلال! رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے آپ کو بُلایاہے۔" میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتاہوں کہ سامان سے لَدے ہوئے چار (4) اُونٹ مَوْجُود ہیں۔ میں نے اندر آنے کی اِجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: مُبارک ہو! اللہ تعالٰی نے تمہارے قرض کی اَدائیگی کا سامان کر دیا، پھر فرمایا: تم نے چار (4) اُونٹ دیکھے؟ میں نے عرض کی، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ حاکمِ فَدَک نے بھیجے ہیں، یہ ان پر لَدا ہوا غَلّہ اور کپڑے سب تم رکھ لو اور ان کے ذریعے اپنا قرضہ ادا کر دو۔

میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا، پھر میں مسجد میں آیا اور رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو سلام عرض کیا، تو آپ نے پُوچھا! اس مال سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ میں نے عرض کی، اللہ پاک نے وہ تمام قَرض اَدا فرمادیا، جو اس کے رسول پر تھا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ اس مال میں سے کچھ باقی بھی بچاہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس سے بھی سَبُکدوش (بے تَعلُّق) کرو! جب تک یہ کسی ٹھکانے نہ لگے گا، میں گھر نہیں جاؤں گا۔" آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نمازِ عشاء سے فارغ ہوئے تو مجھے بُلا کر اس بقیہ مال کا حال دریافت کیا، میں نے عرض کی: وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات کو مسجد ہی میں رہے۔ دُوسرے روز نمازِ عشاء کے بعد مجھے پھر بُلایا، میں نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! خدا نے آپ کو سَبُکدوش کر دیا۔ یہ سُن کر آپ نے تکبیر کہی اور خُدا کا شکر اَدا کیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور وہ مال میرے پاس ہو۔ اس کے بعد میں حُضُور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے چلنے لگا، یہاں تک کہ آپ کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

(سنن ابو داوٗد، ج۳، ص۲۳۰۔ ۲۳۲، حدیث۳۰۵۵)

اپنے پرائے آپ کے در سے
نعمتیں پائیں جھولیاں بھر کے
اللہ اللہ سخاوت والے تم پر لاکھوں سلام
تم پر لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب! ✿✿✿ صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مُصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس قدر سَخاوت فرمایا کرتے تھے کہ کوئی بھی چیز اپنے پاس رکھنا گوارا نہ فرماتے، بلکہ جب تک لوگوں میں تقسیم نہ فرمادیتے، اس وقت تک مُطْمَئِن نہ ہوتے تھے، خود کسی چیز کی حاجت ہونے کے باوُجُود بھی غریبوں اور مُحتاجوں پر صَدَقہ کر دیا کرتے اور سائل کو اس قدر نوازتے کہ اُسے دوبارہ مانگنے کی حاجت ہی پیش نہ آتی۔ مگر افسوس! صد افسوس! ہماری

حالت یہ ہے کہ دُنیا کی مَحبّت دل سے کم ہونے کا نام نہیں لیتی اور ہر وَقْت دُنیا کی نعمتیں اورآسائشیں بڑھانے ہی کی دُھن ہے۔

اے عاشقانِ رسول! ہمیں چاہیے کہ سخاوت جیسی پاکیزہ صفت اختیار کریں کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے سخاوت کا وصف اپنانے اور بخل کو اپنی ذات سے دور کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ سرکار دوجہاں صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللهِ، قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ، وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللهِ، بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ، بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ، قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ. "**سخی** شخص اللہ کے قریب، جنت کے قریب اور لوگوں کے قریب ہے، جب کہ دوزخ سے دور ہے، اور **بخیل** شخص اللہ سے دور، جنت سے دور، اور لوگوں سے دور ہے، جب کہ جہنم سے قریب ہے۔"(سنن ترمذی،۳/ ۵۱۰،حدیث:۱۹۶۱)

لوگ بخیل شخص کو پسند نہیں کرتے، نہ اس سے دوستی کرنا پسند کرتے ہیں، نہ رشتہ داری، بلکہ ایسے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کی جاتی ہے، یہی اگر سخی شخص کی بات کی جائے تو ایسے افراد سے قریب ہونا، دوست بنانا، رشتہ داری کرنا لوگ پسند کرتے ہیں، ہر انسان سخی کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے، ہر جگہ اس کی مدح وثنا بیان کی جاتی ہے، کوئی شخص اچھا انسان اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک اپنے آپ کو بخل سے پاک اور سخاوت سے مزین نہ کرے، خدائے کریم توفیق بخشے، آمین۔

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھیے، بخل قابل مذمت اور ناپسندیدہ وصف ہے، قرآن پاک میں اللہ رب العالمین اس کی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے:

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

(پارہ ۲۶، سورہ محمد: ۳۸)

ترجمۂ کنز العرفان: ہاں ہاں یہ تم ہو جو بلائے جاتے ہو تا کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

یہ آیت مبارکہ صاف حکم دے رہی ہے کہ بخل جیسی ناپسندیدہ صفت سے اجتناب کرکے، سخاوت جیسا پسندیدہ وصف اختیار کیا جائے۔

مفتی اہل سنت مفتی قاسم عطاری دامت برکاتھم العالیہ لکھتے ہیں: بخل کرنے کے بہت سے دینی اور دنیوی نقصانات ہیں، ہم یہاں اس کے 5 دینی اور 6 دنیوی نقصانات ذکر کرتے ہیں تاکہ لوگ بخل کرنے سے بچیں، چنانچہ اس کے دینی نقصانات یہ ہیں

(1)...بخل کرنے والا کبھی کامل مومن نہیں بن سکتا بلکہ کبھی بخل ایمان سے بھی روک دیتا ہے اور انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے، جیسے قارون کو اس کے بخل نے کافر بنادیا۔

(2)...بخل کرنے والا گویا کہ اس درخت کی شاخ پکڑ رہا ہے جو اسے جہنم کی آگ میں داخل کرکے ہی چھوڑے گی۔

(3)...بخل کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔

(4)...بخل کرنے والا مال خرچ کرنے کے ثواب سے محروم ہوجاتا اور نہ خرچ کرنے کے وبال میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

(5)...بخل کرنے والا حرص جیسی خطرناک باطنی بیماری کا شکار ہوجاتا ہے اور اس پر مال جمع کرنے کی دھن سوار ہوجاتی ہے اور اس کیلئے وہ جائز ناجائز تک کی پرواہ کرنا چھوڑ دیتا ہے۔

اور بخل کے دنیوی نقصانات یہ ہیں:

(1)... بخل آدمی کی سب سے بدتر خامی ہے۔

(2)... بخل ملامت اور رسوائی کا ذریعہ ہے۔

(3)... بخل خونریزی اور فساد کی جڑ اور ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔

(4)... بخل ظلم کرنے پر ابھارتا ہے۔

(5)... بخل کرنے سے رشتہ داریاں ٹوٹتی ہیں۔

(6)... بخل کرنے کی وجہ سے آدمی مال کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب! ✿✿✿ صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقان رسول! کتبِ سیرت میں سخاوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے وہ سنہرے واقعات رقم ہیں، جس کی مثال لانے سے دنیا قاصر ہے، ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں، پڑھ کر متعجب ہوں گے کہ سخاوت و مہربانی کا کیا انوکھا انداز ہے، بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کچھ سامان خریدتے اور پھر اسی شخص کو بطور تحفہ عطا فرمادیتے، چناںچہ رسول بے مثال سیدہ آمنہ کے لعل صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

بِعنِي جَمَلَكَ. ہمیں اپنا اونٹ بیچ دو!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ آپ کا ہی ہے، قبول فرمائیں! حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اسے مجھے بیچ دو! لہذا انھوں نے آپ کو بیچ دیا، اور جناب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ جابر کو اس کی رقم پیش کردو! رقم پیش کرنا ہی تھا کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اذهب بالثمن والجمل بارك الله لك فيهما.

جاؤ رقم بھی لیتے جاؤ اور پیسے بھی، اللہ پاک تمھیں ان دونوں میں خوب برکت عطا فرمائے۔ (المواہب اللدنیہ،۲/۱۱۲۹)

پیارے اسلامی بھائیو! سیرت رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم میں اس طرح کے کئی واقعات ہیں، تفصیل کے لیے کتب سیرت کا مطالعہ فرمائیں، بہر حال ہمیں چاہیے کہ سیرت مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم کے اس حسین پہلو کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں، اس سے ہماری زندگی خوب صورت ہو جائے گی، لوگ محبت بھری نگاہوں سے دیکھیں گے، اور آخرت کا ثواب اس کے علاوہ، فی زمانہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس عنوان پر عمل کی سخت ضرورت ہے، سخاوت دراصل امیری اور غریبی سے متعلق نہیں، بلکہ سخاوت تو دل کی ہونی چاہیے، جب خرچ کرنے، لوگوں کی مدد کرنے کا ذہن ہوگا تو جتنا ہمارے پاس ہے، ہم کم مال میں سے ہی کچھ نہ کچھ خرچ کر کے اس کی فضیلت کو پاسکتے ہیں، مگر کئی پیسے والے ہیں، ڈھیروں ڈھیر رقم کے مالک ہیں کئی کئی گھر ہیں، کثیر گاڑیاں ہیں، مگر سخاوت کے وصف سے محروم ہیں، خرچ کرنے کا ذہن نہیں، ان کے اپنے رشتہ دار آزمائش اور پریشانی کے ایام بسر کر رہے ہیں، مگر ان کو مدد کرنے تک کی توفیق نہیں ہوتی۔

اللہ پاک نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سخاوت وفیاضی کا حقیقی صدقہ نصیب فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

اے سائلو! آجاؤ اور جھولیاں پھیلاؤ
دربارِ رسالت سے انکار نہیں ہوتا
وہ بَحرِ سخاوت ہیں وہ قاسِمِ نِعمت ہیں
طَیبہ کا گدا ہرگز نادار نہیں ہوتا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد